بسم اللہ الرحمن الرحیم

منگل اور بدھ کو غسل کرنے کا حکم

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کچھ لوگ کہتے ہیں منگل اور بدھ کو غسل نہیں کرنا چاہیے، کیا یہ درست ہے؟

جواب

یہ درست نہیں ہے، کسی بھی دن غسل کرنے کی شرعاً ممانعت نہیں ہے، لہذا منگل اور بدھ کو بھی غسل کرنا جائز ہے، بلکہ بعض صورتوں میں غسل فرض ہوتا ہے، جیسے جنابت کا غسل اور حیض و نفاس سے فراغت پر غسل فرض ہوتا ہے، اور بعض صورتوں میں سنت ہوتا ہے مثلاً عید الفطر، بقر عید، وقوف عرفہ اور احرام باندھتے وقت غسل سنّت ہے، اور بعض صورتوں میں غسل مستحب ہوتا ہے مثلاً شبِ عرفہ و وقوفِ مزدلفہ، حرم مبارک کی حاضری، نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے لئے، طواف و دُخولِ منیٰ اور جَمروں پر کنکریاں مارنے کے لیے تینوں دن، مجلسِ میلاد شریف اور دِیگر مجالسِ خیر کی حاضری کے لیے، اور مردہ نہلانے کے بعد اور مجنون کو جنون جانے کے بعد، اور غشی سے افاقہ کے بعد، اور نشہ جاتے رہنے کے بعد، اور گناہ سے توبہ کرنے، اور نیا کپڑا پہننے کے لیے، اور سفر سے آنے والے کے لیے، استحاضہ کا خون بند ہونے کے بعد، نماز کسوف و خسوف و اِستِسقاء اور خوف و تاریکی اور سَخت آندھی کے لیے، وغیرہ وغیرہ، ان سب صورتوں میں غُسل مستحب ہے، لہذا مذکورہ حالتوں میں سے جو حالت بدھ یا منگل والے دن پائی گئی، تو اسی کے مطابق غسل کا حکم ہوگا، یعنی مرد و عورت میں سے کسی پر غسل فرض ہونے کے اسباب میں سے کوئی سبب ان دنوں میں پایا گیا، تو اس پر غسل فرض ہی ہوگا، اور وقوف عرفہ یا عید الفطر یا بقر عید ان دنوں میں سے کسی دن آئی، یا ان میں سے کسی دن احرام باندھنا ہو، تو غسل سنت ہوگا، یونہی بیان کردہ مستحب مواقع میں سے کوئی پایا جا رہا ہو، تو دیگر ایام کی طرح ان دو دنوں میں بھی غسل کرنا مستحب ہی رہے گا۔

تنویر الابصار مع الدر المختار میں ہے

”وسن لصلاة جمعة (و) لصلاة (عيد)۔۔۔ (و) لأجل (إحرام و)۔۔ (عرفة)۔۔۔ (وندب لمجنون أفاق) وكذا المغمى عليه، كذا في غرر الأذكار، وهل السكران كذلك؟ لم أره (وعند حجامة وفي ليلة براءة) وعرفة (وقدر)۔۔۔ (وعند الوقوف بمزدلفة غداة يوم النحر)۔۔۔ (وعند دخول منى يوم النحر) لرمي الجمرة (و) كذا لبقية الرمي، و (عند دخول مكة لطواف الزيارة ولصلاة كسوف) وخسوف (واستسقاء وفزع وظلمة وريح شديد) وكذا الدخول المدينة، ولحضور مجمع الناس، ولمن لبس ثوبا جديدا أو غسل ميتا۔۔۔ أو لتائب من ذنب، ولقادم من سفر، ولمستحاضة انقطع دمها“

ترجمہ : جمعہ کی نماز، عید کی نماز اور احرام باندھنے کے لیے غسل سنت ہے اور یومِ عرفہ کے دن۔ اور اس شخص کے لیے مستحب ہے جو مجنون تھا پھر اسے افاقہ ہو گیا، اور اسی طرح بے ہوش شخص کے لیے جب وہ ہوش میں آئے، جیسا کہ غرر الاذکار میں مذکور ہے، اور کیا نشے والا بھی اسی حکم میں ہے؟ میں نے اس کا ذکر نہیں دیکھا۔ نیز: پچھنا لگوانے کے بعد، شبِ براءت میں، اور شبِ عرفہ میں، اور شب قدر میں، اور مزدلفہ میں یومِ نحر کی صبح وقوف کے وقت، اور یومِ نحر کو منیٰ میں داخل ہوتے وقت جمرہ کو کنکریاں مارنے کے لیے، اور اسی طرح باقی رمیوں کے لیے بھی غسل مستحب ہے، اور مکہ میں داخل ہوتے وقت طوافِ زیارت کے لیے، اور نمازِ کسوف، خسوف، استسقاء، خوف، اندھیرے اور شدید آندھی کے وقت، اسی طرح مدینہ میں داخل ہوتے وقت، لوگوں کے اجتماع میں شرکت کے لیے، نیا کپڑا پہننے والے کے لیے، میت کو غسل دینے والے کے لیے، گناہ سے توبہ کرنے والے کے لیے، سفر سے آنے والے کے لیے، اور مستحاضہ عورت کے لیے جب اس کا خون بند ہو جائے، غسل کرنا مستحب ہے۔ (الدر المختار مع رد المحتار، جلد1، صفحہ339 تا342، مطبوعہ: کوئٹہ)

فتاوی عالمگیری میں ہے

"الموجبة للغسل وهي ثلاثة: منها الجنابة۔۔۔ السبب الثاني الايلاج۔۔۔ ومنها الحيض والنفاس"

ترجمہ : غسل واجب کرنے والی تین چیزیں ہیں: ان میں سے ایک جنابت ہے۔ دوسرا سبب ایلاج (دخول) ہے، اور ان میں سے تیسرا حیض و نفاس ہے۔ (فتاوی عالمگیری، جلد1، صفحہ14 تا16، مطبوعہ: کوئٹہ)

نوٹ: کسی دن غسل کرنے کو نقصان کا سبب سمجھنا، بدشگونی ہے، جو کہ مسلمانوں کا طریقہ نہیں ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴾

ترجمہ کنزالایمان: بولے ہم نے برا شگون لیا تم سے اور تمہارے ساتھیوں سے فرمایا تمہاری بدشگونی اللہ کے پاس ہے بلکہ تم لوگ فتنے میں پڑے ہو۔ (القرآن، سورۃ النمل، پارہ19، آیت: 47)

مذکورہ آیت کے تحت تفسیر صراط الجنان میں ہے "یاد رہے کہ بندے کو پہنچنے والی مصیبتیں اس کی تقدیر میں لکھی ہوئی ہیں۔۔۔ اور مصیبتیں آنے کا عمومی سبب بندے کے اپنے برے اعمال ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

﴿ وَمَاۤ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴾

ترجمہ کنزالعرفان: اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ تمہارے ہاتھوں کے کمائے ہوئے اعمال کی وجہ سے ہے اور بہت کچھ تو (اللہ) معاف فرما دیتا ہے۔

اور جب ایسا ہے تو کسی چیز سے بدشگونی لینا اور اپنے اوپر آنے والی مصیبت کو اس کی نحوست جاننا درست نہیں اور کسی مسلمان کو تو یہ بات زیب ہی نہیں دیتی کہ وہ کسی چیز سے بدشگونی لے کیونکہ یہ تو مشرکوں کا سا کام ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے تین بار ارشاد فرمایا کہ بدشگونی شرک (یعنی مشرکوں کا سا کام) ہے اور ہمارے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں، اللہ تعالیٰ اسے توکّل کے ذریعے دور کر دیتا ہے۔" (صراط الجنان، جلد7، صفحہ 211، 212، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدفالی لینے والوں سے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

"لیس منا من تطیر"

ترجمہ: جس نے بدشگونی لی وہ ہم میں سے نہیں (یعنی ہمارے طریقے پر نہیں)۔ (المعجم الکبیر، جلد18، صفحہ 162، حدیث: 355، مطبوعہ: قاھرۃ)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مولانا محمد ابو بکر عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-4617

تاریخ اجراء: 17 رجب المرجب 1447ھ/07 جنوری 2026ء